دوم:

شرک اصغر:

شرک اصغر سے مراد یہ ہے کہ ایسا گناہ جس کا کرنے والا اگر بغیر توبہ کئے ہوئے مر گیا تو اندیشہ ہے کہ وہ کافر مرا۔ اس کی کچھ شکلیں یہ ہیں:

(۱) غیر اللہ کی قسم کھانا: جیسے ماں کی قسم باپ کی قسم، ولی کی قسم، وطن اور قوم کی قسم یا اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم۔ حضور اکرم ﷺ اصحاب کے ساتھ کہیں جارہے تھے کہ آپ ﷺ نے سنا کہ حضرت عمر اپنے باپ کی قسم کھارہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «أَلاَ، إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ، وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ» اللہ نے باپ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے۔ جسے قسم کھانی ہے وہ صرف اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہے۔ (مسلم) دوسری جگہ فرمایا: «مَنْ كَانَ حَالِفًا، فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ » جسے قسم کھانی ہو وہ صرف اللہ کی قسم کھائے۔ (مسلم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا کہ ایک آدمی کعبہ کی قسم کھارہا ہے تو آپ نے اسے ٹوکا اور کہا کہ صرف اللہ کی قسم کھاؤ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سنا ہے کہ جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا شرک کیا۔ (ترمذی، نسائی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جسے کعبہ کی قسم کھانی ہو وہ یہ کہے: کعبہ کے رب کی قسم۔ (احمد)

(۲) کسی کا یہ کہنا کہ جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ یا یہ کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا اور آپ نہ ہوتے، یا یہ کہنا کہ اگر اللہ نہ ہوتا اور فلاں نہ ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: اگر اللہ چاہے اور آپ چاہیں۔ تو آپ نے اس سے کہا: «أَجَعَلْتَنِيْ للهِ نِدًّا» کیا تم نے مجھے اللہ کے مد مقابل ٹھہرا دیا؟ ایسا نہ کہو بلکہ کہو کہ اگر صرف اللہ چاہے۔ (احمد) حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ، وَشَاءَ فُلَانٌ، وَلَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ» یہ نہ کہو کہ اگر اللہ چاہے اور فلاں چاہے بلکہ یوں کہو کہ اگر اللہ چاہے اور اس کے بعد فلاں چاہے۔ (ابوداؤد) پہلی صورت میں

اللہ اور بندے کی مشیت میں مماثلت پیدا ہو جاتی ہے جب کہ دوسری صورت میں بندے کا چاہنا اللہ کے چاہنے کے تابع رہتا ہے۔ ظاہر ہے پہلی صورت جائز نہیں ہو سکتی۔ اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

(۳) ریا: اللہ کے رسول نے ریا کو شرک اصغر قرار دیا ہے۔ اس سے ریا کار ملت سے باہر تو نہیں ہوتا لیکن اس کے عمل کا ثواب کم ہو جاتا ہے اور اگر یہ مستقل صورت اختیار کر لے تو سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ» قِيلَ: وَمَا الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ " قَالَ: " الرِّيَاءُ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ يُجَازَى الْعِبَادُ بِأَعْمَالِهِمْ: اذْهَبُوا إِلَى الَّذِينَ كُنْتُمْ تُرَاءُونَ فِي الدُّنْيَا، فَانْظُرُوا هَلْ تَجِدُونَ عِنْدَهُمْ خَيْرًا؟ " لوگو! میں تمہیں شرک اصغر کے اندیشہ سے خبر دار کرتا ہوں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ شرک اصغر کیا ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ریا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب لوگوں کے سارے اعمال کا بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا کہ جاؤ دنیا میں جن کو دکھانے کے لئے یہ اعمال کرتے تھے انھیں کو دکھاؤ۔ اور بتاؤ کہ کیا وہ تمہیں اس کا کوئی بدلہ دے سکتے ہیں؟ (احمد، طبرانی، بیہقی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تعرض أعمال بني آدم بين يدي الله يوم القيامة في صحف مختمة فيقول الله: ألقوا هذا واقبلوا هذا فتقول الملائكة: يا رب والله ما رأينا منه إلاَّ خيرا فيقول الله: إن عمله كان لغير وجهي، ولاَ أقبل اليوم من العمل إلاَّ ما أريد به وجهي" بنی آدم کے اعمال مہر بند صحیفوں میں قیامت کے روز اللہ کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہیں گے کہ فلاں کے اعمال رد کر دو اور فلاں کے اعمال قبول کر لو۔ فرشتہ کہیں گے کہ یا اللہ آپ کی قسم، ہم نے اس کے بارے میں بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں پایا۔ اللہ کہے گا کہ اس کا عمل ہماری خوشنودی کے لئے نہیں تھا۔ میں آج صرف وہی اعمال قبول کروں گا جو صرف میری رضا کے لئے انجام دیئے گئے ہوں گے۔ (البزار) ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ایک شخص جنگ کرتا ہے تاکہ مال غنیمت حاصل کرے، دوسرا اس لئے لڑتا ہے تاکہ اس کی شہرت ہو تیسرا اس لئے لڑتا ہے کہ اس کا مقام و مرتبہ زیادہ ہو۔ یا رسول اللہ اس میں کون اللہ کی راہ میں لڑنے والا شمار کیا جائے

گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ كَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ العُلْيَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ» جو اس لئے لڑے کہ اللہ کا کلمہ بلند ہو، وہی اللہ کی راہ میں لڑنے والا شمار کیا جائے گا۔ (متفق علیہ)

(۴) چھلے، دھاگے اور تعویذ پہننا: جو لوگ چھلے، دھاگے اور تعویذ اس خیال سے پہنتے ہیں کہ ان سے مصیبتیں دور ہو جائیں گی، مشکلات آسان ہو جائیں گی یا فائدہ پہنچے گا تو وہ شرک کرتے ہیں کیوں کہ ان صورتوں میں اللہ کے علاوہ دوسروں سے نفع و نقصان کی امید کی جاتی ہے۔ اس لئے یہ شرک میں شمار ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ وَإِن يَمْسَسْكَ ٱللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُۥٓ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يَمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٧﴾ ﴾ (الأنعام: ١٧) ترجمہ: اگر اللہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے، اور اگر وہ تمہیں کسی بھلائی سے بہرہ مند کرے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ» جس نے کوئی تعویذ لٹکائی اس نے شرک کیا۔ (احمد، حاکم) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تانبے کا ایک چھلہ ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ کمزوری کی وجہ سے پہن رکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے نکال دو۔ اس سے تمہاری کمزوری میں اور اضافہ ہی ہو گا۔ (ابن ماجہ) حضرت حذیفہ بن الیمان ایک بار ایک مریض کی عیادت کو گئے۔ دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں بخار بھگانے کا ایک دھاگہ بندھا ہوا ہے۔ آپ نے اسے کاٹ دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِٱللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾ ﴾ (یوسف: ١٠٦) ترجمہ: ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

(۵) شگون کے لئے پرندے اڑانا: مشرکین کی عادت تھی کہ وہ ہر کام کے لئے شگون لیتے تھے۔ اس کے لئے وہ چڑیاں اڑاتے، یا بعض آوازوں سے مدد لیتے تھے۔ اسی طرح بنی اسرائیل تھے کہ جب ان کے لئے کچھ اچھا ہوتا تو کہتے کہ ہم تو اسی کے حقدار تھے لیکن جب کوئی ناگوار چیز پیش آتی تو وہ اسے حضرت موسیٰ اور آپ کے ساتھ کے مومنین کی نحوست قرار دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے شگون لینے سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مکمل طور پر وضاحت فرما دی ہے کہ بد شگونی کو کسی فعل میں موثر ماننا شرک

ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بد شگونی اگر کسی کو کسی کام سے روک دے تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہنا چاہئے کہ اے اللہ تیری طرف سے جو خیر ہو وہی خیر ہے، کوئی پرندہ نہیں اڑتا مگر تیری مرضی سے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ (احمد) دوسری جگہ فرمایا: شگون لینے کے لئے پرندے اڑانا شرک ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی) البتہ رسول اللہ ﷺ نے نیک شگون کے لئے ابھارا ہے۔ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا: یہ فال کتنا اچھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کون سا فال؟ آپ نے فرمایا: اچھی بات (متفق علیہ)

ان امور میں مومنانہ رویہ یہ ہوتا ہے کہ مومن صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ اور جو ارادہ کرتا ہے اسے اللہ بھروسہ کر گزرتا ہے۔۔ اس کے پیش نظر اللہ کا یہ قول ہوتا ہے: ﴿ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُۥٓ ﴿٣﴾ ﴾ (الطلاق: ٣) ترجمہ: جو اللہ پر بھروسہ کرے اس کے لئے وہ کافی ہے۔ اللہ کی قدرت اور اس پر مومن کا غیر متزلزل اعتماد اس کی ساری کوششوں کی بنیاد اور سہارا ہوتا ہے۔ اللہ پر کامل توکل اسے شرک سے محفوظ رکھتا ہے۔

(٦) ممنوعہ جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈہ: یہ بھی شرک کی بے شمار شکلوں میں سے ایک شکل ہے۔ ایام جاہلیت میں اور آج کل بھی لوگ شرکیہ کلمات، غیر مفہوم الفاظ کو استعمال کرتے ہوئے مختلف صورتوں میں جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈوں کے ذریعہ علاج معالجہ کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام نے ان چیزوں کو یکسر منع کیا ہے۔ اس میں دراصل اللہ کے علاوہ دوسروں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ یہ شیطانی وساوس ہیں جس سے پناہ مانگنی چاہئے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کے گلے میں ایک دھاگہ لٹکا ہوا دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ ان کی اہلیہ نے جواب دیا کہ گنڈہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا کہ عبد اللہ کے اہل وعیال شرک سے بے نیاز ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: «إِنَّ الرُّقَى، وَالتَّمَائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ» جھاڑ پھونک اور تعویذ گنڈہ شرک ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ) البتہ یہ جھاڑ پھونک اور تعویذ اگر قرآن وسنت اور اسماء الٰہی پر مشتمل ہو تو یہ جائز ہے۔ اس کے کرنے والے کو یہ

اعتقاد رکھنا چاہئے کہ تکالیف کو دور کرنے والی اصل ہستی اللہ کی ہے۔ان میں پائی جانے والی تاثیر اللہ کے حکم اور اس کی اجازت کی پابند ہے۔

(۷) غیر اللہ کی پناہ چاہنا: ایام جاہلیت میں لوگ جنوں وغیرہ کی پناہ چاہتے تھے۔اور یہ تصور کرتے تھے کہ ان کی پناہ حاصل کر لینے کے بعد ہم مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچ جائیں گے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَأَنَّهُۥ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ ٱلْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ ٱلْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ﴿٦﴾ ﴾(الجن: ٦) ترجمہ:انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ مانگا کرتے تھے،اس طرح انہوں نے جنوں کا غرور اور زیادہ بڑھا دیا۔

(۸) غیر اللہ کے لئے نذر ماننا: نذر ماننا بھی تعبدی امور میں سے ہے۔یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے ہرگز جائز نہیں۔جو ایسا کرتا ہے وہ شرک کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يُوفُونَ بِٱلنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُۥ مُسْتَطِيرًا ﴿٧﴾ ﴾(الإنسان: ٧) ترجمہ:یہ وہ لوگ ہوں گے جو (دنیا میں) نذر پوری کرتے ہیں،اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔دوسری جگہ فرمایا: ﴿ وَمَآ أَنفَقْتُم مِّن نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُم مِّن نَّذْرٍ فَإِنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُهُۥ ﴿٢٧٠﴾ ﴾ (البقرة: ٢٧٠) ترجمہ:تم نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہوا ور جو نذر بھی مانی ہو،اللہ کو اس کا علم ہے۔

نذر کی وہ صورتیں جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے مانی جائیں ناجائز اور باطل ہیں مثلاً مردوں کے لئے نذر ماننا۔ بعض لوگ بزرگوں کے مزاروں پر جا کر نذر مانتے ہیں کہ اگر ہمارا فلاں فلاں کام ہو جائے تو ہم یہ یہ نذر گزاریں گے،یہ باطل اور غلط ہے۔ایسی نذروں کا پورا کرنا حرام ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:«مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلاَ يَعْصِهِ» جو یہ نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اسے اللہ کی اطاعت کرنی چاہئے اور جو یہ مانے کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو اسے چاہئے کہ وہ یہ نذر پوری نہ کرے۔ (بخاری)

(۹) غیر اللہ کے لئے جانور ذبح کرنا: ایام جاہلیت میں مشرکین غیر اللہ کے لئے جانوروں کی قربانی کرتے تھے۔ اسلام نے اسے منع کر دیا۔چونکہ قربانی ایک تعبدی امر ہے اس کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کیا

جاتا ہے اس لئے یہ اللہ کے علاوہ کے لئے کیونکر جائز ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ شرک کرتا ہے۔ اللہ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ ﴿ حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحۡمُ ٱلۡخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيۡرِ ٱللَّهِ ﴿٣﴾ ﴾ (المائدة: ٣) ترجمہ: تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ ﴿٢﴾ ﴾ (الكوثر: ٢) ترجمہ: پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ مزید فرمایا: ﴿ قُلۡ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحۡيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿١٦٢﴾ لَا شَرِيكَ لَهُۥۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرۡتُ وَأَنَا۠ أَوَّلُ ٱلۡمُسۡلِمِينَ ﴿١٦٣﴾ ﴾ (الأنعام: ١٦٢ - ١٦٣) ترجمہ: کہو، میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا، سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سر اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَعَنَ اللهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللهِ» جو اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے ذبح کرتا ہے اس پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔ (مسلم، نسائی، احمد) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص ایک مکھی کی وجہ سے جنت میں چلا گیا اور دوسرا شخص ایک مکھی کی وجہ سے جہنم میں چلا گیا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمی جا رہے تھے۔ راستے میں ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جن کا ایک بت تھا۔ ان کے یہاں طریقہ تھا کہ جو بھی ادھر سے گزرے اس کے لئے ضروری تھا کہ اس بت کے سامنے کوئی قربانی پیش کرے۔ لوگوں نے ان مسافروں سے قربانی کا مطالبہ کیا۔ ایک نے جواب دیا کہ میرے پاس کچھ نہیں، کیا پیش کروں؟ انھوں نے کہا کہ قربانی تو پیش کرنی ہوگی۔ خواہ ایک مکھی کی قربانی ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے ایک مکھی کی قربانی پیش کی۔ لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ دوسرے نے کہا کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کے سامنے کچھ نہ پیش کروں گا۔ انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ پہلا جہنم میں چلا گیا اور دوسرا جنت میں۔ (احمد)

دین اسلام شرک کے سلسلہ میں انتہائی حساس ہے۔ یہ شرک کے شائبہ سے بھی پرہیز کی ہدایت کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ان چیزوں سے بھی دور رہنے کی تاکید کرتا ہے جن سے شرک کی در اندازی کا اندیشہ پایا جاتا ہو۔ چنانچہ ان مقامات پر قربانی پر قدغن لگاتا ہے جو غیر اللہ سے ادنی نسبت رکھتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے نذر مانی کہ وہ بوانہ (کعبہ سے تھوڑی دور ایک جگہ) کے مقام پر ایک

اونٹ قربان کرے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ سے اس نے اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا اس جگہ ایام جاہلیت میں کوئی بت پوجا جاتا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں، وہاں کوئی بت نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے پھر پوچھا کہ کیا اس جگہ مشرکین کا کوئی تیوہار ہوتا تھا؟ لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی نذر پوری کرو۔ بے شک اللہ کی معصیت کی نذر نہیں پوری کرنی چاہئے اور نہ ہی ایسی نذر جس کی قدرت انسان نہ رکھتا ہو۔ (ابوداؤد)

(۱۰) کاہنوں اور نجومیوں سے رجوع کرنا : کاہن اور نجومی مستقبل کی چیزیں جاننے کے دعوے دار ہوتے ہیں۔ اور لوگ انھیں غیب کا علم رکھنے والا سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ مستقبل کی باتوں کی جانکاری اور غیب کا علم صرف اللہ کے پاس ہے۔ اللہ تعالی کے علاوہ کسی کو ایسا سمجھنا اور یقین رکھنا شرک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً» جو کسی نجومی کے پاس جائے اور اس سے کچھ معلوم کرے تو اس کی چالیس دن کی نمازیں نہیں قبول ہوتی ہیں۔ (مسلم) آپ ﷺ نے مزید فرمایا: «مَنْ أَتَى عَرَّافًا أَوْ كَاهِنًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» جو کسی کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس کو سچا سمجھے تو اس نے محمد پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس کا انکار کیا۔ (احمد، حاکم) علم غیب کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَعِندَهُۥ مَفَاتِحُ ٱلْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ إِلَّا هُوَ ۚ ﴿٥٩﴾﴾ (الأنعام: ٥٩) ترجمہ: اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ دوسری جگہ فرمایا: ﴿عَٰلِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِۦٓ أَحَدًا ﴿٢٦﴾ إِلَّا مَنِ ٱرْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ فَإِنَّهُۥ يَسْلُكُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِۦ رَصَدًا ﴿٢٧﴾﴾ (الجن: ٢٦ – ٢٧) ترجمہ: وہ عالم الغیب ہے، اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اس رسول کے جسے اس نے (غیب کا علم دینے کے لئے) پسند کر لیا ہو، تو اس کے آگے اور پیچھے وہ محافظ لگا دیتا ہے۔ علم غیب کے سلسلہ میں مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ جنوں کو یہ حاصل ہے۔ اللہ تعالی نے اس کی تردید فرمائی: ﴿فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ ٱلْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ٱلْغَيْبَ مَا لَبِثُوا۟ فِى ٱلْعَذَابِ ٱلْمُهِينِ ﴿١٤﴾﴾ (سبأ: ١٤) ترجمہ: اس طرح جب سلیمان علیہ السلام گر پڑا تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب

میں مبتلا نہ رہتے۔ حتی کہ مطلق علم غیب انبیاء کو بھی نہیں حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ ٱلسُّوٓءُ ۚ إِنْ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٨﴾ ﴾ (الأعراف: ١٨٨) ترجمہ: اور اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں بہت سے فائدہ اپنے لئے حاصل کرلیتا اور مجھے کبھی کوئی نقصان نہ پہنچتا میں تو محض ایک خبر دار کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کے لئے جو میری بات مانیں۔

(١١) جادو: جادو سیکھنے اور اس کا استعمال کرنے کے سلسلہ میں جمہور علماء کا قول ہے کہ یہ عمل حرام ہے۔